

اخلاق کے بناؤ اور بگاڑ میں خواطرو خیالات کا کردار (شاہ ولی "اللہ کا نقطہ نظر)

آسیہ کریم*

خواطر: معنی و مفہوم

کسی بھی معاملے میں دل میں واقع ہونے والے خیالات، قطع نظر اس کے، کوہا بچھے ہیں یا برے، خواطرو کھلاتے ہیں۔
لسان العرب میں اہن منظور لکھتے ہیں۔

"الخاطر ما يخطر في القلب من تدبیر اوامر و قيل خطر ببال و على
بالى كذا وكذا يخطر خطوراً اذا وقع ذلك في بالك و وهنك
كولي چیز جب وهم و خیال میں واقع ہوتا سے خطر اور خطور کہتے ہیں۔ خطر الشیطان
بین الانسان و قلبه۔ شیطان نے انسان اور اس کے دل کے درمیان خیال ڈالا۔ اوصل
وسواسہ فی قلبه و ما الق الا خطرة بعد خطرة ای فی الاحیان بعد الاحیان۔ اس کے
دل میں وسو سے ڈالے، خیال در خیال، بحی بحی خلل اندازی۔

و فی حدیث سجود السهو: "حتّیٰ يخطر الشیطان بین المرء و قلبه" یہ ید
الوسوسة" (۱)

جنت کی نعمتوں کے ذکرے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی خاطرو خیال کا ذکر فرمایا ہے:
"عن ابی هر یر ؓ: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: يقول اللہ
عزو جل: اعددت لعبادی الصالحين ما لا عین رأت،" ولا اذن سمعت، " ولا خطر
على قلب بشر" ، ذخرأ، بله ما اطلعكم اللہ علیہ، "ثم قرأ: فلا تعلم نفس ما اخفى
لهم من قرة اعين" (۲)

* ریسرچ سکالر (پی ایچ ڈی)، پنجاب یونیورسٹی، لاہور۔

خواطر و خیالات کی اہمیت

قلب انسانی پر وارد ہونے والی اس ظاہر لمحاتی کیفیت، یعنی خواطر و خیالات کو بھی شاہ ولی اللہ اعمال انسانی کا ایک اہم محرك قرار دیتے ہیں۔ شاہ صاحب کے بقول خیال، انسان کے ان باطنی حواس میں سے ایک ہے جو عقل و دل کی راہنمائی کرتے ہیں۔ انسان کے کسی فعل یا خلق کا ظہور تو بعد میں ہوتا ہے، اولین مرحلہ خاطر و خیال کی سادہ صورت ہے۔ یہ خیالات اگر میلان طبع کے مطابق ہوں تو اعتقاد اور عزم کی صورت اختیار کر لیتے ہیں۔ انسان کے بدن کی ساری قوتوں میں اس کے عزم کی تابع ہو جاتی ہیں اور ان کی تکمیل کا ذریعہ۔ (۳)

خواطر کے بارے میں امام غزالی فرماتے ہیں۔

”جو آثار خاص طور سے دل میں آتے ہیں۔ ان کو خواطر کہتے ہیں۔ انسانی ارادوں کے محرك یہی خواطر ہیں اس لیے کہ جس چیز کا آدمی عزم اور ارادہ کرتا ہے، پہلے وہ چیز دل میں گزرتی ہے۔۔۔ آدمی کے افعال کا مبدأ یہی خواطر ہیں۔“ (۴)

خواطر و خیالات کا منبع و مصدر۔ قلب انسانی

قلب انسانی، حیات انسانی کی دونوں صورتوں، یعنی مادی اور روحانی زندگی کے لیے مرکز کی حیثیت رکھتا ہے۔ انسانی قلب کی دھڑکنیں دراصل حیات انسانی کی ساعتیں ہیں۔ انہیں ساعتوں سے اس کے شب و روز بنتے اور مہہ و سال ترتیب پاتے ہیں۔ اس مرکز سے جہاں خون کی گردش رکی، وہیں انسان زندگی کا خاتمه عمل میں آ جاتا ہے۔ نہ آنکھوں میں نور باقی رہتا ہے اور نہ ہی ساعت و وقت گویاں کام کرتے ہیں۔

حیات ظاہری کی طرح انسان کی باطنی اور روحانی زندگی بھی قلب انسانی کے ساتھ وابستہ ہے۔ قلب، انسان کے فکر و خیال اور وارادات کا مرکز اولین، عمل کا پیش رو، صلاح و تقویٰ یا فساد اور بگاڑ کا مصدر اصلی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلب انسانی کی اس اہمیت کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

الا و آن في الجسد مضيفة، اذا صلحت، صلح الجسد كله. واذا فسدت،

فسد الجسد کلہ۔ الا وہی القلب۔ (۵)

جسم انسانی کا یہ عضو فعال اگر درست ہو جائے تو اس کا نظام جسمانی بھی درست ہے اور نظام اخلاق و عمل بھی اور اگر یہاں بگاڑ آجائے تو فکر و خیال اور اخلاق و عمل، سب فساد کا شکار ہو جاتے ہیں۔ البدور البازغة میں شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں۔

”یاد رکھو کہ انسان میں سید و حکمران صرف قلب ہے اور وہی اپنی رعیت یعنی دیگر اعضاءے جسمانی کی نگرانی کا ذمہ دار ہے۔ وہی جسم انسانی کے عالم کا کرتا دھرتا ہے۔ علمائے نفس اسی کے احوال و کوائف سے بحث کرتے اور اسی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ وہی انسانی علوم اور انسانی انسانیت کا مرکزی موضوع گفتگو اور رجور رہتا ہے۔“ (۶)

حرکات جسمانی ہوں یا روحانی۔ ان کے تقاضے اولاد انسان کے قلب پر ہی وارد ہوتے ہیں۔ یہ واردات اس تو اتر کے ساتھ ہوتے ہیں کہ ایک لمحہ بھی خالی نہیں گزرتا۔ امام غزالیؒ نے اس کی وضاحت یوں فرمائی ہے۔

”قلب کی مثال ایک برج کی سی ہے جس کے گرد بہت سے دروازے ہوں انہیں دروازوں سے اس پر احوال کی آمد و شد ہوتی ہے۔ یا قلب کو ایک تودے (یا ٹیلے) کی مانند سمجھنا چاہے جس پر چاروں جانب سے نشانے لگتے ہوں۔ اس کی مثال آئینے کی سی بھی ہے جس پر مختلف صورتیں گزرتی رہتی ہیں اور ایک کے بعد دوسرا عکس پڑتا رہتا ہے یا یہ ایک حض ہے جس میں مختلف نالیوں سے پانی آتا ہے۔ بہر صورت قلب میں ان نئے نئے آثار کا ظہور حواس خمسہ ظاہری کی جہت سے ہوتا ہے یا باطن کی جہت سے۔ جس طرح خیال ایک شے سے دوسری کی جانب بدلتا جائے گا اسی طرح دل بھی ایک حال سے دوسرے کی طرف بدلتا جائے گا۔“ (۷)

خواطر و خیالات کے اسباب

شاہ ولی اللہ نے انسان کے قلب و ذہن پر وارد ہونے والے خیالات کی دو اقسام بیان کی ہیں۔ ایک تو اس کے مزاج طبعی، یعنی جسمانی ضروریات کی وجہ سے پیدا ہونے والے خواطرو خیالات۔ (۸) اور دوسرے وہ خواطرو جو انسان کی کیفیات نفس کی وجہ سے اس پر وارد ہوتے ہیں۔

مثلاً اگر اس کا قلب مطیع و مومن ہے۔ یا عصیان و خطا کا خوگر، ان دونوں صورتوں میں اس پر وارد ہونے والے احوال مختلف ہوں گے،^(۹)

طبی احوال کی وجہ سے وارد ہونے والے خیالات

انسانی زندگی کے کچھ مادی تقاضے ہیں کہ اس کی روح اور بدن کا رشتہ برقرار رہ سکے اور اسی طرح یہ بھی کہ کہہ ارض پر اس کی نسل باقی رہے۔ یہ تقاضے اس کی جبلت میں بھوک، پیاس اور صنفی خواہشات کی صورت میں ودیعت کر دیے گئے ہیں جن سے اسے مفرنہیں ہے۔ ماہرین نفسیات اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ ان جسمانی حرکات میں اور انسان کی نفسی اور قلبی کیفیات میں بڑا گہرا تعلق ہے۔

ڈاکٹر محمد عثمان نجاتی لکھتے ہیں۔

”کسی محرک اور وجدانی حالت کے درمیان ایک خاص رشتہ ہے۔ جب کوئی جذبہ اور محرک بھڑکایا جاتا ہے تو اس کے نتیجے میں ایک طرح کی کشیدگی، عدم استقرار اور احساس تنگی کی حالت پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً جب انسان بھوکا ہوتا ہے تو بھوک کی وجہ سے ایک پریشان کن وجدانی حالت محسوس کرتا ہے۔ اسی طرح جب کوئی جذبہ اور محرک پورا ہوتا ہے تو عموماً انسان پر فرحت و سرست کی حالت طاری ہوتی ہے۔ بھوک کی تکلیف کا احساس ہونے کے بعد جب انسان کھانا کھاتا ہے تو اسے ایک خاص قسم کی لذت اور سرو کا احساس ہوتا ہے۔ اسی کی جانب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث میں یہ اشارہ کیا گیا ہے ابو داؤد میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی گئی ہے کہ حضور یہ دعا کیا کرتے تھے۔ اے اللہ میں بھوک سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیونکہ بھوک بدترین ساتھی ہے۔ اس حدیث میں اس پریشان کن وجدانی حالت کی طرف واضح اشارہ موجود ہے، جو بھوک کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ بھوکا شخص، بھوک کی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں اسے تنگی اور تکدر محسوس ہوتا ہے۔ بھوک اور پیاس ختم ہونے کی صورت میں جس لذت اور سرو کا احساس موجود ہے، اس کی طرف بھی اس حدیث میں اشارہ ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ روزے دار کے لیے دو خوشیاں ہیں۔ ایک افطار کے وقت اور دوسری رب سے ملاقات کے وقت“^(۱۰)

بخاری۔ کتاب الصوم میں یہ حدیث یوں درج کی گئی ہے۔

”عن ابی هریرۃ رضی اللہ عنہ، یقول: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل عمل ابن آدم له الا الصیام، فانه لی و انا اجزی به. وللصائم فرحتان یفرحهما اذا الفطر فرح و اذا القی ربہ فرح بصومه“ (۱۱)

طبعی تقاضوں میں سے ایک اہم تقاضاً صنفی تقاضاً ہے۔ اس محرک کا دباؤ بھی اتنا شدید ہو سکتا ہے کہ انسان کے عملی برائیوں تک میں بتلا ہونے کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ فکرو خیال پر تو اس کا تسلط بڑا تو ہے۔ جنت اللہ بالغہ میں شاہ ولی اللہ نے اس کا تذکرہ یوں فرمایا ہے۔

”یاد رکھو۔ تمام خواہشات میں قوی ترین خواہش شہوت نفسانی ہے۔ یہ بہت جلد قلب کو گھیر لیتی ہے اور اس پر مسلط ہو جاتی ہے۔ اس سے بڑے خطرات پیدا ہوتے ہیں۔ جب مواد شہویہ انسان

کے بدن میں سرایت کرتے ہیں اور ان کے بخارات دماغ کو چڑھتے ہیں تو آدمی کے دل میں خواہش پیدا ہونے لگتی ہے کہ وہ عورتوں کو گھورا کرے۔ اس کے نتیجے میں وہ ان کے عشق میں بتلا ہو جاتا ہے۔ آخر کار حرام کاری کے ارتکاب پر آماد ہو جاتا ہے۔“ (۱۲)

شاہ ولی اللہ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ اسی لیے مردوں اور عورتوں کو غرض بصر کا حکم دیا گیا ہے۔

قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم و يحفظوا افرو جهم. ذلك ازْكَرْ لِهِمْ. (۱۳)

عورتوں کو غرض بصر کے علاوہ زینت کے چھپانے کا حکم بھی دیا گیا۔

و قل للمؤمنات يغضبن من ابصارهن و يحفظن فرو جهنّ ولا يبدين

زینتهن الا ما ظهر منها و ليضر بن بخمر هن على جيو بهن۔ (۱۴)

قلب و نظر کی عفت و پاکیزگی کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیر محرومین پر دوسرا

نظر ڈالنے سے منع فرمایا۔ کہ یہ انسان میں برائی کامیلان پیدا کرتی ہے۔

عن جریر: قال سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن نظرۃ الفجاة

فقال اصرف بصرک“ (۱۵)

عمما نظر ڈالتے رہنے سے دل میں جو برائی کامیلان پیدا ہوتا ہے، اس پر موآخذہ سے بھی

نبی کریمؐ نے ذرا یا۔ ابو داؤدؓ ہی کی حدیث ہے۔

”عن ابی بردیدہ، عن ابیہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی ،

یا علی، لا تتبع النظرۃ النظرۃ، فان لك الاولی ولیست لك الاخرة“ (۱۹)

اور یہی وجہ تھی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نوجوانوں کو نصیحت فرمائی کہ اگر وہ استطاعت رکھتے ہیں تو نکاح کر لیں کہ یہ انسان کی نگاہوں کو جھکاتا ہے اور عصمت کی حفاظت کرتا ہے۔ ورنہ پھر روزوں کو لازم پکڑ لیں کہ وہ اس خواہش کو کم کرنے میں مدد دیتے ہیں۔

(یا عشر الشاباب: من استطاع منکم الباءة فلتیز وج فانها اغض للبصر

و احسن للفرج و من لم يستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء (۲۰))

خواطر و خیالات کی قوت اور تسلط

طبعی اور جبلی تقاضوں کے تحت پیدا ہونے والے یہ خیالات اس قدر شدید اور حاوی ہوتے ہیں کہ انسان کو دیگر چیزوں سے وقتی طور پر غافل کر دیتے ہیں اور اگر کوئی ان کے اثرات سے نکلنے کی شعوری کوشش نہ کرے تو اس پر مستقل تسلط بھی حاصل کر لیتے ہیں۔ ایسا دل جہالت و غفلت کامل بن جاتا ہے اور انہیں پن کا شکار ہو جاتا ہے۔ فانہا لا تعمی الابصار و لکن تعمی القلوب

الّتی فی الصدور۔ (۱۸)

شاہ ولی اللہ، البدور الباذغۃ میں قلب کی اس کیفیت کا تذکرہ یوں کرتے ہیں۔

”انسان کی سرشت میں کھانے پینے، لباس و پوشاک، مکان و مسکن کی ضرورت اور عورتوں سے صرفی تعلق کی خواہش رکھی گئی ہے۔ شہوانی اور غضبی قوتوں جیسے دو معاونوں کے، جو قدرت نے اس کو عطا کیے ہیں، فطری تقاضوں کے نفاذ یا عدم نفاذ کے لحاظ سے مختلف احوال قلب پر طاری ہوتے ہیں۔ چنانچہ انسان اکثر اوقات تقاضائے کے طبع کے پورا کرنے اور قوت شہوانی اور قوت غضبی کے آمرانہ احکام کی تنفیذ میں اس قدر منہمک اور مستغق ہوتا ہے گویا وہ کسی قوی الامر مخدر و مسکر کے نشے سے مخمور ہو کر دنیا و ما فیہا سے بے خبر ہو گیا ہے۔ اس حالت میں اس کو کسی چیز کی سدھ بدھ نہیں رہتی۔ بھوکا ہوتا ہے تو سوائے کھانے کی چیزوں کے کسی اور چیز کی اہمیت کو خاطر میں نہیں لاتا۔ پیاس کے کو اسی پر قیاس کر

لیجئے۔ اسی طرح جب اس پر عشق کا غلبہ ہوتا ہے تو اس کی تمام تر توجہ صرف نازک کے ساتھ ہم نہیں اور ان کے قرب پر مرکوز ہو جاتی ہے۔ غم کی کیفیت اس پر مسلط ہو جائے تو وہ اس میں مستغرق رہتا ہے۔ خوشی کی لہر موجود ہو تو اس کی تمام توجہ طرب و سرست کی طرف ہوتی ہے۔ غرض اسی طرح اس کے رات دن گزرتے ہیں۔ ہر وقت ایک خاص طبعی تقاضا آراستہ ہو کر اس کے سامنے آتا ہے اور دوسرے مطابلے پیچھے رہ جاتے ہیں۔“ (۱۹)

خواطر و خیالات کا درس اسبب۔ ہیئتِ راسخہ

خلق یا اخلاق، امام غزالی کی زبان میں انسانی افعال کی ہیئتِ راسخہ کا نام ہے۔ (۲۰) شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ اس ہیئتِ راسخہ کے نتیجے میں بھی کچھ خاص طرح کے خیالات انسان کے دل پر وارد ہوتے ہیں اگر انسان کے اخلاق اعلیٰ ہوں، (اور اخلاقی عالیہ کی فہرست شاہ صاحب کے ہاں منحصر ہے۔ یعنی خصالی اربعہ۔ طہارت، اخبات، سماحت اور عدالت) تو اس کے ذہن پر وارد ہونے والے خیالات اس شخص سے مختلف ہوں گے جو اخلاقی ذمیہ کا مالک ہو، کفر و شرک میں بتلا ہے اور شیاطین کے رنگ میں رنگا گیا ہے۔
حجۃ اللہ بالغہ میں فرماتے ہیں۔

”خواطر و خیالات کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بعض اوقات انسان کے نفس ناطقہ کو بہیمت کی قید سے نجات حاصل ہوتی ہے اور وہ اپنی استعداد کے مطابق ملا اعلیٰ سے کوئی ہیئت نورانیہ اخذ کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس کا نتیجہ بعض اوقات یہ ہوتا ہے کہ اس کے قلب میں اطمینان اور سرور پیدا ہوتا ہے۔ بعض اوقات کسی (یک) عمل کے کرنے کا عزم مضموم اس سے ظہور میں آتا ہے۔ اسی طرح بعض نفوس خمیسہ شیاطین کا اثر قبول کر لیتے ہیں۔ اور ان کے رنگ میں رنگ جاتے ہیں۔ یہی ہیئتِ نفسانیہ (جو بالترتیب ملا اعلیٰ اور شیاطین سے اخذ کی جاتی ہے) بعض خواطر و خیالات اور اعمال و افعال کے ظہور کا باعث ہوتی ہے۔“ (۲۱)

توحید پر ایمان اور یقین انسان کو ملا اعلیٰ کے الہامات قبول کرنے کی استعداد عطا کرتا ہے امن، اطمینان اور سکون عطا کرتا ہے۔ **الذین امنوا و تطمئن قلوبهم الابد کر اللہ تطمئن**

القلوب۔ (۲۲)

اس پر اللہ تعالیٰ ہدایت و رشد کا انعام و احسان فرماتا ہے اور کفر و عصیان اور برے خیالات وارد اور سے اس کے دل کو محفوظ فرمادیتا ہے۔

ولکن اللہ حبب اليکم الایمان و زینه فی قلوبکم و کرہ الیکم الکفر
والفسوق والعصیان. اوْلَئِک هُم الرَّاشِدُون. (۲۳)

اس کے برعکس، جب انسان صرف اپنے بدن اور طبیعت کے تقاضوں کے پورا کرنے میں سرتاپا غرق ہو جائے اور اس معاملے میں اس کا انہاک اعتدال سے تجاوز کر جائے تو اس کوشیا طین سے نسبت ہو جاتی ہے جو اپنے رب سے یکسر غافل اور بے پرواہیں۔ وہ شیاطین پھر اس کے قلب پر اترتے ہیں اور خسیں اور برے خیالات پیدا کرتے ہیں۔

هُلْ ابْشِكُمْ عَلَى مِنْ تَنْزَلَ الشَّيَاطِينَ. تَنْزَلٌ عَلَى كُلِّ أَفَّاكِ النَّاسِ. يَلْقَوْنَ
السمع واکثر هم کا ذبون. (۲۴)

ایسے لوگوں کے دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے۔ کلابل ران علی قلوبهم (۲۵) ان کے قلب مریض بن جاتے ہیں۔ فی قلوبهم مرض فزادهم اللہ مرضًا۔ (۲۶) اللہ تعالیٰ اس مرض (یعنی عقیدے اور اخلاق کی گندگی پر راضی ہو جانا) کو ان کے لیے اور بڑھادیتا ہے۔ پھر ان کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ ان کی قبولیت حق کی استعداد ختم ہو جاتی ہے۔ ختم اللہ علی قلوبهم و علی سمعہم و علی ابصارہم غشاواہ (۲۷)

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اور شاہ صاحب نے جستہ اللہ البالغہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث نقل فرمائی ہے

انہ لیس آدمی الا وقلبه بین اصبعین من اصابع اللہ فمن شاء اقام ومن شاء ازاغ (۲۸)
اس حدیث کی تعریج میں امام غزالیؒ یہ لکھتے بیان کرتے ہیں کہ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ اس بات سے پاک اور منزہ ہے کہ اس کی انگلیاں ہوں اور گوشت پوست کا جسم ہو۔

”مراد اس سے یہ ہے کہ پیدائش کے اعتبار سے انسان کے دل میں ملکی اور شیطانی اثرات

قبول کرنے کی استعداد مساوی ہے۔ کسی کو دوسرے پر ترجیح نہیں ہے۔ لیکن اتباع شہوات یا ان کی مخالفت سے ایک جانب کو دوسری پر ترجیح ہو جاتی ہے۔ یعنی انسان اگر غضب اور شہوت کے مقتنع کے موافق کام کرے گا تو شیطان بواسطہ خواہش نفسانی غالب آجائے گا اور انسانی قلب اس کا بجاو ملاڑی ہو گا کیونکہ خواہش نفسانی شیطان کی جرأتگاری اور سیرگاہ ہے۔ اور اگر انسان اپنی شہوات کو مغلوب کر کے فرشتوں کے اخلاق اختیار کرے گا تو اس صورت میں دل فرشتوں کی منزل اور مستقر ہو جائے گا۔” (۲۹)

خواب۔ خیال ہی کی ایک قسم

احوال طبعی ہوں یا روحانی، جس طرح بیداری کی حالت میں خیال کا سبب بنتے ہیں، اسی طرح نیند کی حالت میں ”خواب“ کا سبب بھی بنتے ہیں۔ شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ حالت بیداری میں انسان کے حواس خمسہ بھی چونکہ کام کرتے ہیں۔ اس لیے معاملہ خیال کی تحریک یہی حیثیت تک ہی محدود رہتا ہے اگرچہ انسان کا ذہن کبھی بھی کسی نہ کسی قسم کے خیال سے خالی نہیں رہتا۔ لیکن ”نیند کی حالت میں فرق یہ ہے کہ انسان کا نفسِ ناطقہ اکثر علاقے سے (حوالہ خمسہ وغیرہ) آزاد ہوتا ہے اس لیے خیالات اور خواطر جو اس کے دل میں پیدا ہوتے ہیں، مجسم اور متشتم ہو کر سامنے آتے ہیں“ (۳۰)

ایک حدیث نبویؐ میں مختصر الفاظ میں یہی بات یوں فرمائی گئی ہے کہ ”اصدقہم رویا، اصدقہم حدیثاً“ (۳۱)

سطعات میں ایک مقام پر شاہ ولی اللہ بڑی تفصیل سے بیان فرماتے ہیں کہ انسان اگر اچھے کاموں کا خواگر ہو جائے، یعنی طاعات، عبادات اور حسن خلق وغیرہ۔ تو وہ ملا اعلیٰ کے ساتھ مشاہدہ پیدا کر لیتا ہے۔

ملا اعلیٰ کا احسان اس کے نفس پر فالکش ہوتا ہے اور اس احسان کی وجہ سے انسان کی روح طاقت اور قوت حاصل کرتی ہے۔ ایسے میں وہ ملا اعلیٰ کے علوم حاصل کرتا ہے، جورویت، خواب یا الہام کی صورت میں ہوتے ہیں اور اگر اس کے اعمال اس کے برعکس ہوں تو ملا اعلیٰ میں ایک طرح کی

کراحتیت پیدا ہو جاتی ہے۔ (۳۲) ایسے میں ظاہر ہے انسان پریشان خیالی میں بنتا ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خیالات کی ان دونوں اقسام کو بصورت خواب دیکھنے کا تذکرہ فرمایا ہے۔ عن ابی سعید سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم يقول الرؤیا من اللہ. والحلُمُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا رأَى أَحَدًا كَمْ شِئْنَا يَكْرَهُ هُوَ فَلِينِفْتَ عَنْ يَسَارِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَلِيَتَعُودَ (بِاللَّهِ) مِنْ شَرِّهَا. فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهُ. (۳۳)

”حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور براخواب شیطان کی طرف سے۔ جو شخص کوئی ناپسندیدہ چیز خواب دیکھے، وہ اپنی بائیں طرف تین بار تھوڑھو کر کے اور اللہ کی پناہ چاہے تو براخواب اس کو کوئی نقصان نہیں دے گا۔“

امام ابن سیرینؓ اس حدیث نبویؐ کی تشریع میں فرماتے ہیں۔

”برے خواب کو شیطان کی طرف منسوب کرنے کا مطلب نہیں ہے کہ شیطان برے خواب پیدا کرتا ہے کیونکہ سارے کے سارے خواب، اچھے ہوں یا بے، اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہیں اور اللہ ہی کے حکم سے ہیں لیکن معقول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ چا خواب اس وقت پیدا کرتے ہیں جب خواب کے لیے مقرر فرشتہ حاضر ہوتا ہے اس لیے یہ خواب اللہ کی طرف منسوب ہوتا ہے اور باطل خواب اللہ تعالیٰ شیطان کے حاضر ہونے کے وقت پیدا فرماتے ہیں اس لیے خواب ہائے پریشان شیطان کی طرف منسوب کیے جاتے ہیں۔ (۳۴)“

ایک اور حدیث نبویؐ میں نبی کریمؐ نے خوابوں کی تین اقسام بیان کی ہیں۔

آپؐ نے فرمایا۔

الرؤیا ثلاٹ: حدیث النفس، و تحویف الشیطان، و بشری من اللہ، فمن رای شینا یکرہہ فلا یقصه علی احد ولیقم، فلیصل. (۳۵)

خواب تین طرح کے ہوتے ہیں۔

اچھا خواب۔ جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارت ہے۔

ہر اخواب۔ جو شیطان کی طرف سے غم میں ڈالنے کے لیے ہوتا ہے۔
اور ایسا خواب، جس میں انسان کے وساوس اور خیالات نمودار ہوتے ہیں۔ پس اگر تم میں سے کوئی
تاپسندیدہ خواب دیکھے تو فوراً اللہ کر نماز پڑھے اور اسے لوگوں سے بیان نہ کرے۔
امام ابن قیم۔ مدارج السالکین میں لکھتے ہیں۔

کرو یا تین طرح کا ہے۔ منها رحمانی و منها نفسانی و منها
شیطانی۔۔۔ رو یا رحمانی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ اسباب بدایت میں سے ہے۔
عبادۃ بن صامتؓ کا قول بھی نقل فرماتے ہیں۔ ”رُؤيَا الْمُؤْمِنَ كَلَامٌ يَكَلِّمُ بِهِ الرَّبُّ عَبْدَهُ فِي
الْمَنَامِ“۔ (۳۲)

شاہ ولی اللہ کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اچھے خوابوں سے انسان انس و سور محسوس کرتا ہے نیکی کی
طرف اس کار بجان بڑھتا ہے۔ یہی وہ خواب ہیں جن کو حدیث میں نبوت کا چھیالیسوں حصہ قرار دیا
گیا ہے۔ (۳۷) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔ مسلم کی روایت کے مطابق ”عن ابی هریرۃ قال: قال:
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ان رُؤيَا الْمُؤْمِنَ من جزء من ستة واربعين جزءاً من
النبوة“۔ (۳۸)

جس طرح بیداری کے اچھے خیالات سے انسان اپنی قوت ایمانی میں اضافہ محسوس کرتا
ہے۔ اسی طرح کا اثر اچھے خوابوں کا ہے۔ اور اسی طرح برے خواب بھی، برے خیالات کی طرح
انسان کے دل میں وحشت، نفور اور برائی کی طرف بجان کا سبب بنتے ہیں۔ (۳۹)

خواطر خیالات کی اصلاح

صحیح مسلم کتاب الایمان میں امام مسلم بن حجاج نے باب باندھا ہے کہ حدیث نفس اور
خواطر قلب پر گرفت نہیں ہے۔

”باب بیان تجاوز اللہ تعالیٰ عن حدیث النفس والخواطر بالقلب اذا لم
تستقر و بیان انه سجانه و تعالیٰ لم یکلف الا ما یطاق و بیان حکم الہم بالحسنۃ
السینۃ“۔ (۴۰)

شادہ ولی اللہ بھی اسی نقطہ نظر کے قائل ہیں کہ حسن دل میں گزرنے والے خواطرو خیالات پر مowaخذہ نہیں ہے۔ (۲۱) صحیح البخاری میں حدیث نبویؐ سے استدلال کرتے ہیں۔

”عن ابن عباسؓ : قال جاء رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله احدنا يجده في نفسه. يعرض بالشيء. لأن يكون حممة احب اليه من ان يتكلّم به. فقال: الله اكبر. الله اكبر. الحمد لله الذي رد كيده (و في روایة رد امره) الى الوسوسة“ (۲۲)

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک موقع پر بعض صحابہؓ نے سوال کیا کہ بعض اوقات وہ اپنے دل میں ایسے خیالات پاتے ہیں جن کا زبان پر لانا ان کو برا شاق گزرتا ہے۔ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس خدا کے لیے تعریف ہے جس نے آں کا راس کو وسوسہ قرار دیا۔“

امام غزالیؒ۔ احیاء علوم الدین میں فرماتے ہیں۔ ”حدیث نفس میں طبع پر مواخذہ نہیں ہے کہ انسان کا اس میں بس نہیں ہے۔ جیسا کہ حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔ عفی عن امتی ماحدثت به نفوسها“ دل میں گزرنے والی باتوں کو میری امت پر سے معاف کر دیا گیا ہے۔“ (۲۳)

لیکن اخلاقی معاملے میں خواطرو خیالات کی اصل اہمیت یہ ہے کہ یہ عمل کا محرك ہیں۔ ارادہ اور عزم انہی کا نتیجہ ہیں۔ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث سے ہمارے اس خیال کی تائید ہوتی ہے جہاں آپؐ نے دوسری نظر ڈالنے سے منع فرمایا اور پہلی بے اختیارانہ نظر کے معاف ہونے کی اطلاع دی۔ (لا تتبع النظرة النظرة فان لك الاولى وليست لك الآخر) (۲۴) وجہ یہ ہے کہ پہلی نظر حاضر خیال کا سبب بن سکتی ہے۔ دوسری نظر میلان طبع کو ظاہر کرتی ہے۔ اس کے بعد عزم و ارادے کی منزل ہے جہاں متصلاً بعد عمل آ جاتا ہے ایک اور حدیث میں بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مرامل کو واضح الفاظ میں بھی بیان فرمایا ہے۔

قال ابو هریرۃ عن النبي صلی الله علیہ وسلم كتب ان الله بن آدم حظه من الزنا ادرك ذلك لامحالة. فزنا العین: النظر، وزنا اللسان: المنطق والنفس تمنى و

تشہتی والفرج يصدق ذلك كله ويکذبه۔“ (۲۵)

علم النفس کے ماہرین بھی خیال کی اس اثر آفرینی کی شہادت دیتے ہیں۔ مولا نا حفظ الرحمن سیو ہاروی، اپنی کتاب ”اخلاق اور فلسفہ اخلاق“ میں رقمطراز ہیں۔

”علم النفس کے قوانین میں یہ قانون مسلم ہے کہ فکر (خاطر و خیال) جب انسان کے دماغ پر طاری ہوتی ہے اور دماغ اس کو قبول کر لیتا ہے اور عرصہ دراز تک اس کو بلیک کہتا رہتا ہے، تو اس میں اس ”فکر“ کا اثر بڑی حد تک سرایت کر جاتا ہے۔ پھر وہ ”فکر“ عمل کی طرف رجوع ہوتی ہے۔ اس لیے فکر جب پہلی مرتبہ دماغ پر طاری ہوتی ہے تو ایک معمولی نقش اس پر چڑھادیتی ہے۔ جوں جوں وہ بار بار سامنے آتی ہے، اس کا اثر بڑھتا جاتا ہے اور دماغ پر اس کا اور وہ آسان ہو جاتا ہے۔ آخر کار یقیناً دو عمل پر منحصر ہوتی ہے اور اس طرح ہوتے رہنے سے یہی عمل عادت بن جاتا ہے۔

اور بھی ایسا ہوتا ہے کہ دماغ میں اول فکر کا کوئی اثر نہیں ہوتا لیکن بار بار اگر اس کا اور وہ ہوتا رہے تو پھر وہ دماغ کا متاثر کر لیتی ہے اور دماغ اس کی خواہش کو قبول کر لیتا ہے۔ لہذا دماغ میں بری فکر کا وجود اور دماغ کا اس کو مر جانا کہنا گویا اس میں شعلہ کا بھڑکانا ہے۔ پس اگر اسے بھڑکنے دیا گیا اور وقت پر بجھانے دیا گیا تو اس کی آگ بڑھ کر سارے دماغ پر چھا جائے گی، ارادہ بے کار ہو جائے گا، قوت مدافعت زائل ہو جائے گی اور عمل شرب روئے کار آ جائے گا۔ اور اگر شروع ہی میں فکر و کو موقع نہ دیا گیا اور دماغ میں اس کو جگہ نہ دی گئی تو پھر وہ اس کے شر سے محفوظ رہے گا۔ وہ فکر عمل کی جانب نہیں بڑھ سکے گی۔“ (۲۶)

یہی وجہ ہے کہ خاطر و خیالات کی اصلاح مفکرین، محققین اور علماء کا موضوع رہی ہے۔ شاہ ولی اللہ نے اپنی تصانیف میں کئی مقامات پر اس موضوع کو چھیڑا ہے۔ ان کے خیال میں اصلاح کے اولین مراحل میں سے یہ ہے کہ انسان اپنی فکر اور خیال کی اصلاح کرے۔ اس کو سعادت حقیقی کے حصول کی طرف متوجہ کرے۔ اس راستے میں حاصل ہونے والے دنیوی تاثرات سے اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کرے (خدمائیں اربعہ میں سے وہ اسے سماحت کا نام دیتے ہیں۔) حب دنیا اور طول اہل سے بچے، زندگی کی ناگزیر ضروریات کے تقاضوں کو اور لذات کو دل میں ہی نہ بسائے اور سارا

وقت یہی آرزو کیں، تمباکیں اور خواب بنے میں نہ گزار دے۔ ورنہ فکرو خیال کا مرکز سعادت حقیقی نہیں محض دنیا اور حیات دنیارہ جائے گا۔ (۲۷)

در پے دنیا، دیں ہم رفت
آں ہم رفت واں ہم رفت
ایے ہی لوگوں کو قرآن نے حقیقی دیوالیہ قرار دیا ہے۔

قل هل انبشکم بالا خسرين اعمالا. الذين ضلّ سعيهم في الحياة الدنيا و هم يحسبون أنهم يحسنون صنعا. (۲۸)

ایک مومن کا معاملہ تو یہ مطلوب ہے کہ اس کی نظر و سمع ہو اور اس کے خاطرو خیالات، آرزو و وہیں اور حوصلوں کا مقصود، دنیا اور آخرت، دونوں کی سعادت اور صلاح و فلاح ہو۔
رتنا اتنا فی الدنیا حسنة و فی الآخرة حسنة و قنا عذاب النار۔ (۲۹)

حوالہ جات

- ۱۔ لسان العرب: ۲۲۹/۳:
- ۲۔ سنن البی رادور: حدیث نمبر ۱۳۲، ص ۱۱۶۹، کتاب الجنة و صفة نعیمها و اهلهما۔
- ۳۔ سطعات: ۹۳:
- ۴۔ احیاء علوم الدین: ۲۲/۳:
- ۵۔ بخاری۔ کتاب الایمان: حدیث نمبر ۵۲، ص ۶
- ۶۔ البدور البازغة: ۹۵:
- ۷۔ احیاء علوم الدین: ۲۲/۳:
- ۸۔ جیۃ اللہ بالغہ: ۱/۲۲۰:
- ۹۔ جیۃ اللہ بالغہ: ۱/۲۲۰:
- ۱۰۔ حدیث نبوی اور علم النفس: ۳۶، ۳۵

- ١١- بخاري كتاب الصوم: حديث نمبر ١٩٠٣ ص ١٣٩
- ١٢- جمه العدد البالغة: ٥٢٩، ٥٢٥/٢
- ١٣- التور ٣٠: ٢٣
- ١٤- التور ٣١: ٢٣
- ١٥- شمن أبي داؤد- كتاب الزكاج: حديث نمبر ٢١٣٨ ص ١٣٨١
- ١٦- شمن أبي داؤد، كتاب الزكاج: حديث نمبر ٢١٣٩ ص ١٣٨١
- ١٧- بخاري- كتاب الزكاج- حديث نمبر ٥٠٦٦ ص ٢٣٨
- ١٨- الحج ٣٧: ٢٢
- ١٩- البدور البارزة: ٣٨٢، ٣٨١
- ٢٠- احياء علوم الدين: ٨٠/٣
- ٢١- جمه العدد البالغة: ٢٢٢، ٢٢١/١
- ٢٢- الرز عذر ٢٨: ١٣
- ٢٣- الجبرات ٧: ٣٩
- ٢٤- الشعرا، ٢٢٣، ٢٢١: ٢٢
- ٢٥- المطففين ١٣: ٨٣
- ٢٦- البقرة ١٠: ٢
- ٢٧- البقرة ٢: ٧
- ٢٨- الجامع الترمذى- كتاب الدعوات- حديث نمبر ٣٥٢٢ ص ٢٠١٣
- ٢٩- احياء علوم الدين: ٣٣/٣
- ٣٠- جمه العدد البالغة: ٢٢٢/١
- ٣١- شمن أبي داؤد، كتاب الادب: حديث نمبر ١٩-٥٠ ص ١٥٩٠
- ٣٢- سطعات: ١٧٢، ١٧٧

- ٣٣۔ مسلم کتاب الرؤیا حدیث نمبر ۵۹۰ ص ۹۷۰
- ٣٤۔ تفسیر الاحلام الکبیر ص ۳
- ٣٥۔ بخاری کتاب التعبیر حدیث نمبر ۷۰۱ ص ۷۸۶
- ٣٦۔ مدارج السالکین: ۱/۱۱: ۲۷
- ٣٧۔ الخیر الکثیر: ۲۲۷
- ٣٨۔ مسلم، کتاب الرؤیا: حدیث نمبر ۱۱۱ ص ۵۹۱، ۹۷۰ ص ۱۱۰ / بخاری۔ کتاب التعبیر، باب الرؤیا
من اللہ تعالیٰ: حدیث نمبر ۲۹۸۳ ص ۵۸۳
- ٣٩۔ جیۃ اللہ البالغہ: ۲/۲۳۷/۷۱/۲۳۷ حدیث نبوی اور علم انفس: ۲۳۰
- ٤٠۔ صحیح مسلم، کتاب الایمان: ص ۲۹۹
- ٤١۔ جیۃ اللہ البالغہ: ۲/۲
- ٤٢۔ سنن ابی داؤد۔ کتاب الادب: حدیث نمبر ۵۱۱۲ ص ۵۹۳
- ٤٣۔ احیاء علوم الدین: ۳/۲۵
- ٤٤۔ سنن ابی داؤد: کتاب النکاج: حدیث نمبر ۲۱۳۹ ص ۱۳۸۱
- ٤٥۔ بخاری۔ کتاب الاستئذان۔ حدیث نمبر ۲۲۲۳ ص ۵۲۶۔ باب زنا الجوارح دون الفرج
- ٤٦۔ اخلاق اور فلسفہ اخلاق: ۳۲، ۳۳
- ٤٧۔ البدور البازغۃ: ۲۸۷، جیۃ اللہ البالغہ: ۲/۲۵۷، القول الجمیل: ۹۶
- ٤٨۔ الکھف: ۱۸: ۱۰۳
- ٤٩۔ البقرۃ: ۲: ۲۰۱

مصادر و مراجع

قرآن کریم

- ۱- ابن قیم الجوزیہ۔ مدارج السالکین۔ مکتبہ دارالبيان۔ سعودیہ العربیہ ۱۹۹۹ء۔
- ۲- ابن منظور محمد بن مکرم۔ جمال الدین۔ لسان العرب۔ تشریف الجوزہ۔ ایران ۱۳۰۵ھ۔
- ۳- البخاری محمد بن اسما علیل ابو عبد اللہ۔ الجامع الصحيح البخاری۔ دارالسلام نشر والتوزیع۔ الریاض ۱۹۹۹ھ۔
- ۴- الترمذی۔ محمد بن عیسیٰ ابو عیسیٰ۔ دارالسلام نشر والتوزیع۔ الریاض ۱۹۹۹ھ۔
- ۵- سلیمان بن الاشعث ابو داؤد الامام الحافظ۔ سمنابی داؤد۔ دارالسلام نشر والتوزیع۔ الریاض ۱۹۹۹ھ۔
- ۶- سیوہاروی حفظ الرحمن۔ اخلاق اور فلسفہ اخلاق۔ مولانا خالد مقبول پبلشرز۔ لاہور ۱۹۷۴ء۔
- ۷- شاہ ولی اللہ۔ طعات۔ (ترجمہ مولانا سید محمد تین ہاشمی۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور ۱۹۹۰ء)
- ۸- شاہ ولی اللہ۔ البدور البازغۃ۔ (ترجمہ قاضی مجیب الرحمن) ادارہ مطبوعات لاہور ۲۰۰۰ء
- ۹- شاہ ولی اللہ جیجۃ اللہ بالغ۔ اول، دوم۔ (ترجمہ مولانا عبد الرحیم) قومی کتب خانہ۔ لاہور ۱۹۸۳ء
- ۱۰- شاہ ولی اللہ۔ القول الجھیل۔ (اردو ترجمہ محمد سرور)۔ سندھ ساگر اکڈیمی۔ لاہور ۱۹۶۱ھ۔
- ۱۱- شاہ ولی اللہ۔ الخیر الكثیر۔ (ترجمہ عبدالرحمن صدیقی قرآن محل۔ کراچی۔ سن، ن۔)
- ۱۲- الفزائی محمد بن محمد احیاء علوم الدین ترجمہ (مولانا محمد احسن نانوتوی) مکتبہ رحمانیہ۔ اردو بازار لاہور۔ سن۔
- ۱۳- محمد بن سیرین۔ تفسیر الاحلام الكبير۔ مطبعہ محمد صبیح واولادہ۔ قاهرہ ۱۹۲۳ھ۔
- ۱۴- مسلم بن حجاج القشیری الامام، الجامع الصحيح للمسلم۔ دارالسلام نشر والتوزیع۔ الریاض ۱۹۹۹ھ۔
- ۱۵- نجاتی محمد عثمان ڈاکٹر۔ حدیث نبوی اور علم النفس۔ (ترجمہ فہیم اختر ندوی) لفیصل ناشران و تاجران کتب لاہور۔ سن۔

